قرآن شریف

اور

انجیل شریف

میں

صلیب

اسکندر جدید

اَے خُدا! میرے اندر پاک دل پیدا کر اور میرے باطن میں اَز سرِ نو مستقیم روح ڈال

(جُملہ حقوق محفوظ ہیں)

Order Number: **RPB 4480 URD**
German title: **Das Kreuz im Evangelium und im Qur'an**
English title: **The Cross in the Gospel and in the Qur'an**

The Good Way • P. O. Box 66 CH-8486-Rikon • Switzerland

Internet: **//www.the-good-way.com**
E-mail: **info@the-good-way.com**

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱-	دیباچہ۔ اسلام میں مسیح کو صلیب دیئے جانیکا انکار و ردِعمل	۵
۲-	انجیل اور قرآن میں صلیب کا بیان	۹
۳-	مسیح کی صلیب کے بارے میں ہمارے ثبوت	۲۶
۴-	خود مسیح کے فرمودات و دعاوی	۳۵
۵-	رسولانِ مسیح کی گواہی	۳۷
۶-	موتِ مسیح سے متعلق عجائب و نشانیاں	۳۸
۷-	مسیح کا جی اُٹھنا	۳۹
۸-	تاریخی ثبوت	۳۹
۹-	پیلاطس رُومی حاکم کی گواہی	۴۰
۱۰-	صلیب کا شعار و نشان	۴۰
۱۱-	تسلسل اور تواتر کی شہادت	۴۱
۱۲-	یہودی ظالموں کی شہادت	۴۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحات
۱۳۔	مسیح کو کیوں صلیب دی گئی ؟	۴۳
۱۴	ضرورت نجات	۴۴
۱۵۔	برہان عقلی	۴۵
۱۶۔	کفّارہ اقتضاء شریعت کے موافق ہے۔	۴۵
۱۷۔	کفّارہ انسان کی اخلاقی ضرورت کے بھی موافق ہے۔	۴۶
۱۸۔	کفّارہ کے لیے انتظام الہٰی	۴۷

ایک تائب گناہ گار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی

انجیل: لوقا ۱۵: ۷

دیباچہ

اسلام میں مسیح کو صلیب دیئے جانیکا اثر وردِّ عمل

صلیب کا موضوع جس قدر مواقع بحث مسلمانوں میں کھڑا کرتا ہے کوئی اور موضوع اتنا نہیں کرتا۔ سورۂ آلِ عمران کی ۵۵ ویں آیت میں واقع جملہ "اِنّی متوفّیك" کے ترجمہ وتفسیر پر مسلم علماء اختلاف کرتے ہیں حالانکہ قرآن شریف نے مسیح کے رفع سماوی سے قبل آپ کی وفات کو تسلیم کیا ہے پھر بھی۔

ایک گروہ کا کہنا ہے کہ یہاں جو وفات کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب موت نہیں ہے جبکہ دوسری جماعت مانتی ہے کہ حقیقت میں مسیح کو موت آئی تھی۔

سچ تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے یہاں بہت سی روایتیں ہیں جن کی اسناد کو انھیں نے معتبر علماء سے لیا ہے۔ میرے خیال میں تو اگر زمخشری، رازی وطبری وغیرہ جیسے مشہور مفسروں کے آراء کو ہم یہاں پر زیر غور رکھیں تو یہ بات مفید ہوگی۔ آئیے دیکھیں۔

۱۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ لفظ متوفّی یا وفات کا مطلب نیند ہے۔ مثنّی نے روایت کی ہے کہ مجھ سے اسحاق نے، اسحاق سے عبداللہ ابن جعفر نے، انھوں نے ربیع سے اللہ تعالیٰ کے اس قول "اِنّی مُتوفّیك" کے بارے میں حدیث بیان کی ہے کہ اس کا مطلب وفات النوم ہے یعنی اللہ نے ان (عیسیٰ) کو ان کی نیند میں اٹھایا یا رفع کیا تھا۔

۲۔ دوسرا مطلب کچھ لوگوں نے استیفا یعنی پورا ہونا لیا ہے۔

مطر وراق سے ابن شوذب نے ان سے ضمرہ ابن ربیعہ نے ان سے سہیل ابن علی نے

إِنِّی متوفیك من الدنیا ہے یعنی میں تجھ کو دُنیا سے اٹھانے جا رہا ہوں یا بُلانے جا رہا ہوں۔ نہ کہ وفات موت یہاں مُراد ہے۔

۳۔ کچھ علماء نے قبض مُراد لیا ہے:

یونس کہتے ہیں کہ ہمکو ابن وہب نے ابن زید سے یہ خبر دی ہے اللہ کے قول إِنِّی متوفیك کے سلسلے میں کہ اس کا مطلب ہے قابضك یعنی میں تجھ کو قبض کرنے جا رہا ہوں .... وہ (مسیح) ابھی تک مرے نہیں ہیں تا وقتیکہ دجّال کو قتل نہ کر دیں پھر مر جائینگے۔

۴۔ متوفیك۔ ایسا مقدم ہے جس کا معنی تاخیر ہوتا ہے۔

محمد سے حدیث متواتر کی اسناد کے ساتھ ابو جعفر طبری نے کہا کہ عیسیٰ ابن مریم اُترینگے اور دجّال کو ختم کرینگے پھر زمین پہ ایک عرصہ تک قیام کرینگے (انھوں نے اس مدت کے بارے میں روایات کے اختلاف کا ذکر کیا ہے)، پھر مر جائیں گے۔ مُسلمان ان پر نماز پڑھیں گے۔

آئیے اب اس گروہ کو دیکھیں جو یہ مانتے ہیں کہ وفات کا مطلب موت ہے اس طرح کی جو روایات ہیں وہ مختلف ہیں آئیے کچھ دیکھیں:

۱۔ مثنیٰ سے روایت ہے کہ ہم سے عبداللہ ابن صالح نے بیان کیا انھوں نے معاویہ سے سُنا، معاویہ نے علی سے سُنا، علی نے ابن عباس سے اللہ کے قول۔ إِنِّی مُتَوَفِّيك کے متعلق یہ سُنا کہ اس کا مطلب ممیتك ہے یعنی میں تجھے مارنے جا رہا ہوں یا موت دینے جا رہا ہوں۔

۲۔ ابن حمید کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمہ نے، ان سے ابن اسحاق نے، ان سے وہب نے بیان کیا اور وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے عیسیٰ ابن مریم کو تین گھنٹے کی موت دی تھی۔ بعد میں ان کو اٹھالیا تھا۔ جامع البیان طبری ۳ / ۲۸۹-۲۹۲

امام رازی کی تفسیر و شرح سے درج ذیل اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:

اذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی

والی تفسیر میں اس عالم نے کہا کہ لوگوں نے یہ مانا ہے کہ اللہ نے عیسیٰ کو اس آیت میں کئی صفات سے نوازا ہے:

پہلی صفت۔ إِنِّی متوفیك جس کی نظیر اللہ کا قول ان کے بارے میں حکایت کرتے ہوئے یہ ہے:

فلما توفیتنی کُنتَ انت الرقیب علیهم

اہل تاویل نے ان دونوں آیات کے بارے میں دو طرح سے اختلاف کیا ہے۔

ایک تو اس طرح کہ آیت کو اسکے ظاہر ہی پر رکھا ہے اور نہ تقدیم کی ہے نہ تاخیر۔

دوسرے اس طرح کہ تقدیم اور تاخیر فرض کی گئی ہے۔

پہلے طریقہ کو کئی رُخ سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ انی متوفیك کا معنی ہے "إِنِّی متمّم عمرك" یعنی میں تیری عمر کے ایام پورا کرنے والا ہوں اور تب تجھ کو وفات دوں گا میں ان لوگوں کو اس طرح نہ چھوڑوں گا کہ وہ تجھے قتل کر دیں بلکہ میں تجھے اپنے آسمان کی طرف اُٹھانے جا رہا ہوں، اور تجھے اپنے فرشتوں کا مقرب بنانے جا رہا ہوں اور میں تجھے اس طرح بچاؤں گا کہ تیرے قتل پر وہ متمکن نہ ہو سکیں گے۔

دوسرا یہ کہ متوفیك کا مطلب ممیتك۔ یعنی تجھے موت دینے جا رہا ہوں۔ یہ ابن عباس اور احمد ابن اسحاق سے مروی ہے۔ دونوں نے کہا ہے کہ مقصود یہاں یہ ہے کہ ان کے دشمن یہودی لوگ ان کے قتل کی نوبت تک نہ پہونچ سکیں پھر اسکے بعد ان کی اس طرح عزت افزائی کی کہ آسمان کی طرف

اٹھالیا اسکے بعدان لوگوں نے تین طرح سے اختلاف کیا ہے۔

پہلا :۔ وہب نے کہا کہ تین گھنٹے مرے رہے بعدہٗ اٹھائے گئے۔

:۔ محمد ابن اسحاق کی رائے تھی کہ سات گھنٹے مرے رہے پھر اللہ نے انھیں زندہ کیا، اور اُٹھالیا۔

:۔ ربیع ابن انس کا قول ہے کہ اللہ نے اُنھیں اس وقت موت و وفات دی جبکہ آسمان کی طرف اُٹھایا تھا خود اللہ نے فرمایا،

اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا" (یعنی اللہ ان جانوں کو ان کی موت کے وقت مارتا ہے جو اپنی نیند میں نہیں مریں)

تفسیر کبیر ۸/۶۷

چنانچہ یہ دیکھکر کہ فقہاء کی آرا میں کتنا ٹکراؤ ہے اور مسیح کی آخرت یا آخری گھڑی کے بارے میں قرآن کی آیات کی تفسیر میں کتنا بڑا فرق ہے مفسرین میں اختلاف ہے کسی بھی پُرخلوص جویائے حق کے لئے اور کوئی چارہ نہیں رہتا سوائے اسکے کہ انجیل شریف کے نصوص کی طرف رجوع کرے جس میں کسی طرح کی کوئی بھی تاویل کی گنجائش نہیں ہے یعنی یہ کہ مسیح کی موت، ان کے جی اُٹھنے اور ان کے صعود کے بارے میں کوئی متناقض بیان نہیں ہے۔

دوم

انجیل اور قرآن میں صلیب کا بیان

کرنتھیوں کو پہلا خط لکھتے ہوئے پہلے باب ہی میں پولس رسول نے کہا:

یہودی نشان (معجزہ) طلب کرتے ہیں اور یونانی حکمت تلاش کرتے ہیں مگر ہم اس مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر اور غیر قوموں غیر اہل الکتاب کے نزدیک بیوقوفی و خلاف حکمت ہے لیکن جو بلائے ہوئے ہیں یہودی ہوں یا یونانی، ان کے نزدیک مسیح خدا کی قدرت اور خدا کی حکمت ہے۔

(۱ کرنتھیوں ۱: ۲۲ - ۲۴)

دوسرے باب میں لکھتے ہیں کہ:

"اے بھائیو جب میں تمہارے پاس آیا اور تم میں "خدا کے بھید" کی منادی کرنے لگا تو اعلیٰ درجہ کی تقریر یا حکمت کے ساتھ نہیں آیا کیونکہ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ تمہارے درمیان یسوع مسیح بلکہ مسیح مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانوں گا۔" (۲ :۱-۲)

جب ہم رسولوں کے عام اقوال پر غور کرتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ وہ انجیل جس کی انھوں نے مسیحیت کے ایام اولین سے بشارت دی اور جسے لوگوں نے قبول کیا اور چھٹکارا پایا۔ وہ ایک خوشخبری تھی جسے

پولس نے ان عبارات صریحہ میں ملخص کردیا۔

اے بھائیو! میں تمہیں وہی خوشخبری (انجیل) جتائے دیتا ہوں جو پہلے دے چکا ہوں جسے تم نے قبول بھی کرلیا تھا اور جس پر قائم بھی ہو اسی کے وسیلہ سے تم کو نجات بھی ملتی ہے ـــ چنانچہ میں نے سب سے پہلے تم کو وہی بات پہنچادی جو مجھے پہنچی تھی کہ مسیح کتاب مقدس کے مطابق ہمارے گناہوں کے لئے مُوا (مرگیا) اور دفن ہوا، اور تیسرے دن کتاب مقدس کے مطابق جی اٹھا۔

(۱ کرنتھیوں ۱۵ : ۱-۴)

اس کے باوجود بھی قریبًا پانچسو سال بعد ساری دنیا میں اس انجیل (خوشخبری) کے انتشار کے بعد ایک آدمی اعتراض کرتا ہے اس دیرینہ حقیقت پر مسیحیوں سے کہتا ہے کہ تم اپنے دین میں ایک خطا پر جمع ہوئے ہو۔

شاید اس طرح کا اعتراض کرنے والوں نے اس خیال کو اُن بدعتیوں سے لیا ہے جو کہ ان یہودیوں سے مسیحی بن گئے تھے جن کے آباء واجداد ایسے لوگوں کے پڑوسی تھے جو یہ مانتے تھے کہ مسیح کو موت ہو نہیں سکتی۔ ہم یوحنا مبشر کے بڑے مرہون ہیں جنھوں نے اس معاملہ کو اپنی انجیل میں اسطرح مسیح کیساتھ فریسیوں کی بحث کے وقت ذکر کردیا ہے۔ (یوحنا ۱۲ : ۳۴) کہ :

"ہم نے شریعت کی یہ بات سُنی ہے کہ مسیح اَبد تک رہے گا۔ پھر تو
یہ کیوں کر کہتا ہے کہ ابنِ آدم کا اُونچے پر چڑھایا جانا ضرور ہے۔"

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ یہ بدعت جزیرۃ العرب کے نصاریٰ میں پھیلی ہوئی تھی کہ مسیح اپنی صورت کو ایک سے دوسری میں بدل سکنے پر قادر تھے، جب ان کے دشمن انھیں گرفتار کرنے آئے تو انھوں نے اپنی شبیہہ کو ایک دوسرے پر ڈال دیا جو کہ ان کی جگہ پر مصلوب کردیا گیا اور مسیح خود اپنے دشمنوں کا مذاق اڑانے اس ذات کی طرف اٹھالئے گئے جس نے انھیں بھیجا تھا۔

چنانچہ قرآنی آیت جو مسیح کے آخری دنوں پر روشنی ڈالتی ہے اس خیال سے متفق ہے اور یہودیوں

کی روایت کی مخالف ہے۔ (سورۂ نساء آیت ۱۵۷، ۱۵۸)

"وقولهم انا قتلنا المسيح . . . . یعنی ان (یہودیوں) کا یہ قول (دعویٰ) کہ ہم نے المسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کردیا حالانکہ ان کو نہ انھوں نے قتل کیا اور نہ صلیب دی تھی۔ ہاں ان کو ایسا گمان ضرور ہوا تھا۔ دیکھو یہ بھی کہ جو اس بارے میں اختلاف کرتے ہیں خود بھی شک میں پڑے ہیں انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں سوائے ظن و گمان کے۔ بیشک اُنھوں نے اسے قتل کیا ہی نہیں ہے بلکہ اللہ نے اپنے پاس انھیں اٹھالیا ہے۔

ان بدعتیوں کی روایات سے جو مسیحیت سے اٹک گئے تھے ہم سمجھتے ہیں کہ صلیب ان کے نزدیک کوئی تاریخی واقعہ یا عقیدہ نہیں تھا بلکہ ایک رمزی چیز تھی جیسا کہ دہ تارا جس نے مجوسیوں کو بیت لحم میں بچّہ کے پالنے (چرنی) کی طرف رہبری کردی تھی یا وہ کبوتری کی شکل جس میں رُوح القُدس نے مسیح پر نزول کیا تھا نہر یردن میں عماد (بپتسمہ) کے وقت ظاہر ہوئی تھی۔ ان لوگوں کے نزدیک صلیب کی بھاری بھاری بلیّاں جن پر مسیح کو صلیب پر لٹکایا گیا تھا (یعنی جو مذبح فدا ہے اور جس پر خدا کے برہ کی قربانی دی گئی تاکہ دنیا کا گُناہ اٹھالے۔ کوئی اہمیت نہیں ہے)، انھوں نے اس سچائی کو جسے رسولِ اقوامِ عالم پولس نے گلیتوں کے خط ۳ : ۱۳، ۱۴) میں واضح کیا ہے، ردّ کردیا۔ "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا۔ اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔ تاکہ یسوع مسیح میں ابراہیم کی برکت غیر قوموں تک بھی پہنچے اور ہم ایمان کے وسیلے سے اس رُوح کو حاصل کریں جس کا وعدہ ہوا ہے۔"

اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اسلام میں صلیب سے یہ نفرت انہی بدعتیوں سے گھس آتی ہے جو عرب میں (جو کہ گہوارہ اسلام ہے) پھیلے ہوئے تھے۔ افسوس تو یہ ہے کہ مسلم علماء رد

فقہا میں بھی اس امر میں کہ کس طرح کسی دوسرے نے مسیح کی صورت و شبیہہ کو اپنا لیا بڑا اختلاف ہے اور بہت متضاد و مختلف روایتیں ملتی ہیں۔ ایک تو یہ ہے:

۱۔ جب یہودی عیسیٰ کے قتل پر کمربستہ ہوئے تو خدا نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا۔ تب یہودی اکابر ڈرے کہ لوگ ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے تو انھوں نے ایک شخص کو پکڑ کر صلیب پر لٹکا دیا اور مار ڈالا اور عوام کو یہ کہکر دھوکا دیا کہ یہی عیسیٰ ہے۔

۲۔ دوسری روایت کے مطابق خدا نے مسیح کی شبیہہ ایک اور شخص پر ڈال دیا جو کہ ان کے عوض مارا گیا۔

اب اس روایت کے اختلاف دیکھئے:

۱۔ ایک یہ ہے کہ جس گھر میں مسیح تھے اس میں ایک یہودی تیطاؤس نام کا داخل ہوا مسیح کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے جہاں آپ اس کو نہ ملے اور خدا نے مسیح کی شبیہہ اسی میں ڈال دی۔ جب وہ باہر آیا تو لوگ یہ سمجھے کہ یہی عیسیٰ ہے۔ پھر کیا تھا اسکو پکڑ لیا اور صلیب پر چڑھا دیا۔

۲۔ یہودیوں نے جب عیسیٰ کو گرفتار کیا تو ان پر ایک نگہبان مقرر کر دیا لیکن ہوا یہ کہ عیسیٰ کو تو خدا نے معجزانہ طور پر اوپر اٹھا لیا اور عیسیٰ کی شبیہہ کو اس نگہبان پر ڈال دیا۔ اسے لوگوں نے پکڑ کر صلیب پر لٹکایا۔ حالانکہ وہ برابر یہی چلائے جا رہا تھا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں۔

۳۔ عیسیٰ کے ایک ساتھی کو جنّت کا وعدہ کیا گیا اور اس نے خود

کو عیسیٰ کی جگہ مر جانے کے لئے پیش کر دیا۔ اللہ نے عیسیٰ کی شبیہہ اس پر ڈال دی اور عیسیٰ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔ لوگوں نے اس کو لے جا کر صلیب دے دی۔

۴۔ عیسیٰ کے ایک پیرو (یہودا) نے ان کے ساتھ بے وفائی کی اور یہودیوں کے پاس جا کر کہا کہ میں تمہیں عیسیٰ کے پاس پہنچا سکتا ہوں۔ جب سب ان کو پکڑنے کے لئے گئے تو خدا نے اسکو (یہودا) کو اس طرح بنا دیا جیسے عیسیٰ نظر آئے، وہی پکڑا اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

ابوجعفر طبری مفسر قرآن نے اپنی تفسیر جامع البیان میں کئی روایات اس باب میں جمع کر دی ہیں:

۱۔ ایک راوی کہتے ہیں کہ جب یہودیوں نے عیسیٰ اور حواریوں کو گھیرے میں لے لیا تو خود عیسیٰ کو پہچاننے میں ناکام ہوئے کیونکہ سارے حواریوں کی شکل عیسیٰ کی شکل میں بدل گئی تھی اس لئے عیسیٰ کو قتل کر دینا چاہنے والے مشکل میں پڑ گئے۔ اس وقت جو گھر میں تھے ان میں سے ایک عیسیٰ کے ساتھ باہر نکلا اسیکو عیسیٰ سمجھ کر قتل کر دیا۔

۲۔ دوسری روایت حمید سے مروی ہے یعقوب القمی سے اور وہب ابن منبہ سے جو فرماتے ہیں کہ عیسیٰ تشریف لائے اور ان کے ساتھ سترہ حواری تھے جنھیں لوگوں نے گھیر لیا اور جب اندر گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ خدا نے سب کی صورت عیسیٰ کی صورت پر بدل دی تو وہ بول اٹھے۔ تم لوگوں نے ہم پر جادو کر دیا ہے۔ تم میں

سے کون عیسیٰ ہے بتادو ورنہ سب کو قتل کردینگے۔ عیسیٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم میں سے کون اپنی جان کے بدلہ میں جنت لینے کو اور خریدنے کو تیار ہے۔ ایک ساتھی نے کہا میں تیاّر ہوں یہ کہہ کر وہ دشمنوں کے پاس آکر بولا۔ میں عیسیٰ ہوں اس پر انہوں نے اسکو پکڑ لیا اور صلیب دے کر مار ڈالا۔ تب ہی سے وہ اس شبہ میں گرفتار ہیں کہ ہم نے عیسیٰ کو مار ڈالا ہے حالانکہ اسی دن سے اللہ نے عیسیٰ کو اوپر اٹھا لیا تھا۔

۳۔ تیسرے سلسلۂ روایت کے مطابق جو کہ حسین کے بیٹے محمد سے احمد ابن مفصل سے اسباط سے سدی سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے عیسیٰ کا محاصرہ کیا اس وقت انیس[19] حواری گھر کے اندر تھے۔ عیسیٰ نے ساتھیوں سے کہا جو میری صورت لے لے اور قتل کیا جائے جنت اس کی ہوگی۔ اس شرط و وعدہ کو ایک ساتھی نے قبول کیا اور عیسیٰ آسمان پر چڑھائے گئے۔ جب حواری باہر نکلے تو اپنی تعداد انیس[19] پائی وہ باہر آکر لوگوں سے کہنے لگے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تو آسمان پر چڑھا لیا گیا۔ لوگوں نے بھی ان کو گنا تو شمار میں ایک کم نکلا اور اس سب کی صورت عیسیٰ جیسی نظر آرہی تھی اسلئے ان کو شک ہوا، انہوں اسی شخص کو پکڑ لیا کیونکہ اس کو عیسیٰ کی شکل پر پانے میں یقین ہوا) اسی کو صلیب دے دی۔

۴۔ ابن حمید سے سلمہ سے ابن اسحاق کی روایت ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ جس کو عیسیٰ کی طرف بھیجا گیا تھا ان کو قتل کردینے کیلئے

اس کو داؤد کہتے ہیں۔ جب دشمنوں نے فیصلہ کرلیا تو کوئی بھی بندہ اپنی موت کو ان کی طرح مشکل نہ پایا اور ان کی طرح موت سے زیادہ غمگین نہ ہوا۔ جتنا عیسیٰ ہوئے اور وہ یہ کہتے پائے گئے کہ اے خدا اگر تو اس پیالے کو اپنی مخلوق میں سے کسی سے ہٹا سکے تو اسے میرے پاس سے ہٹا دے۔ اسوقت فرطِ غم سے ان کی جلد سے خون رسنے لگا تھا پھر وہ اس دروازہ میں آئے جہاں دشمن لوگ ان کے اور ان کے اصحاب کو بھی قتل کردینے کے لئے داخل ہونے کے لئے اکٹھے ہوئے تھے عیسیٰ کے ساتھ تیرہ افراد تھے جب عیسیٰ کو یقین ہوگیا کہ اب وہ ضرور ہی گھس آئینگے تو ان میں سے ایک پر عیسیٰ کی شبیہہ ڈالدی گئی۔ اسکو لوگوں نے جکڑ لیا اور صلیب دے دی۔

۵۔ سلمہ سے روایت ہے جو کہتے ہیں کہ ایک مسیحی نے جو کہ مسلمان بن گیا تھا مجھے یہ بتایا ہے کہ جب عیسیٰ کے پاس اللہ کی طرف سے انی رافعک الی (یعنی میں تجھے اٹھانے جا رہا ہوں) کا پیغام ملا تو آپنے کہا اے میرے حواریو تم میں سے کسے یہ بات محبوب ہے کہ میرے ساتھ جنّت میں میرا رفیق رہے۔ اس شرط پر کہ لوگوں کے لئے اسکی صورت میری صورت کے مشابہ کردیجائے گی اور اسے لوگ میری جگہ پر قتل کردینگے تو سرجیس نام کے ساتھی نے کہا اے روح اللہ میں یہ منظور کرتا ہوں تو آپ نے فرمایا "میری جگہ پر بیٹھ" وہ تو وہاں

بیٹھ گیا اور عیسیٰ کو اوپر اٹھا لیا گیا، لوگ جب اندر گھس آئے
تو اسکو پکڑ کر صلیب دے دی، چنانچہ وہی تھا جس کو
انھوں نے صلیب دے دی تھی، اور ان کو عیسیٰ کا گمان
ہُوا تھا۔ (جامعُ البیان ۶: ۱۲-۱۴)

تفسیر سنوی کی جلد اوّل میں لکھا ملتا ہے:

"مالک سے کہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ وہ مسیح ہی رہے
ہوں اور جو فی الحقیقت ہی مر گئے ہوں، اور وہ زمانہ کے
آخر دنوں میں پھر زندہ کئے جائیں اور دجّال کو قتل کریں۔"

ابنِ کثیر کی تفسیر میں ادریس سے یہ روایت ملتی ہے جو یہ کہتے تھے کہ:

"مسیح تین دن مرے رہے پھر اللہ نے ان کو زندہ کیا اور اوپر
اُٹھا لیا۔"

اخوان الصفا میں لکھا ملتا ہے کہ:

"مسیح مرے اور صلیب دی گئی اور پھر اُٹھ کھڑے ہوئے
اور اسکے بعد اپنے خاص الخاص لوگوں پر ظاہر ہوئے اور
نظر آئے۔" (جلد ۴ ص ۳۰)

اس طرح اس شخص کے نام کے بارے میں اختلاف ہے جو مصلوب کیا گیا ایک گروہ نے اس کا نام تیطاؤس بتایا۔ دوسرے نے سرجس اور تیسرے گروہ نے یہ کہا کہ وہ حواری میں سے کوئی تھے۔

یہی حال قرآن کے مفسروں کا ہے جن میں بہت کم ہیں ایسے جن کا اپنی اپنی روایات میں تطابق ہو۔ جلالین نے "ولٰکن شبّہ لھم" کے سلسلے میں لکھا ہے کہ مقتول وہ تھا جو عیسیٰ کیساتھ انکا ساتھی تھا یعنی اللہ نے عیسیٰ کی مشابہت اس پر ڈال دی۔ انھوں نے اسے عیسیٰ ہی سمجھا اور قتل کیا اور صلیب دی۔

ان الذین اختلفوا فیہ (ای عیسیٰ) لفی شک منہ
ای من قتلہ۔ یعنی ان کا عیسیٰ کے بارے میں اختلاف
رہا ہے اور شک رہا ہے کہ کس کو قتل کیا۔ کیونکہ ان میں
سے کچھ ایسے تھے کہ جب مقتول کو دیکھا تو کہنے لگے چہرہ
تو عیسیٰ کا لگتا ہے لیکن بدن اسکے بدن جیسا نہیں ہے
دوسرے گروہ یہ کہتے کہ نہیں نہیں وہ عیسیٰ ہی ہے۔

(تفسیر جلالین ص ۱۲۵)

بیضاوی مفسر قرآن لکھتے ہیں کہ یہ روایت ملتی ہے کہ یہودیوں کے ایک گروہ نے عیسیٰ اور ان کی ماں کو گرفتار کیا۔ ان پر بد دعا کی گئی تو ان کی شکل بندروں اور سوروں جیسی ہوگئی۔ تب سب ہی یہودی انکے قتل پر تیار ہوگئے تب اللہ نے عیسیٰ کو خبر دی کہ انھیں وہ آسمان کی طرف اُٹھانے والا ہے۔ تب وہ اپنے حواریوں سے کہنے لگے تم میں سے کسے یہ بات منظور ہے کہ اس پر میری شبیہ ڈال دی جائے اور اسے قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا جائے اور وہ داخل جنّت ہو۔

ایک حواری اس بات کے لئے تیار ہوگیا تب خدا نے عیسیٰ کی شباہت وصورت اس پر ڈال دی۔ وہی قتل کیا اور صلیب پر چڑھایا گیا۔

زمخشری مفسر کی رائے ہے کہ شبہ لھم کا مطلب ہے خیل لھم یعنی انھیں ایسا لگا یا یہ مطلب ہے کہ انھیں ایسا وہم ہوا کہ انھوں نے عیسیٰ کو قتل کر دیا اور صلیب دے دی ہے اور وہ اب مرے ہوئے ہیں۔ زندہ نہیں ہیں (لیکن ایسا ہے نہیں) وہ زندہ ہیں کیونکہ اللہ نے ان کا رفع اپنی طرف کر لیا ہے۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ روایات کے اس تباین اور اختلاف کی وجہ سوائے اسکے کچھ نہیں کہ قرآن نے کوئی نص صریح مسیح کی زمینی زندگی کے ایّام کے بارے میں پیش نہیں کیا

ہے۔ اس تباین نے لوگوں میں آرا کو بڑی مشکلوں اور ٹکراؤ کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اس لئے فخر الدین رازی جیسے علّامہ اجل کے لئے یہ ضروری ہوا کہ "شبیہ" کے قصّہ کا مذاق اڑائے کیونکہ اپنی تفسیر میں سورۂ آلِ عمران کی آیت (یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی) کے تحت اس مسئلہ شبیہ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے مباحث میں ایک مشکل مقام یہ ہے کہ قرآن کی نص نے دلالت کی ہے کہ جب اللہ نے انھیں اٹھایا اس وقت کسی اور پر اُن کی شبیہہ ڈال دی اور اس کی بنیاد ہے آیت:

"وَمَا قتلوُہ وَمَا صَلبوُہ وَلٰکِنۡ شبہ لھُمۡ

اور

اسی کی رَوایتیں ملتی ہیں لیکن رَوایت اور بیان الگ الگ ہیں ان میں اختلاف ہے کبھی تو یہ روایت ملتی ہے کہ اللہ نے مسیح کی شبیہہ کسی ان کے دشمن پر ڈالی جو یہودیوں کو وہاں راہ بتاتے ہوئے لایا تھا حتّٰی کہ اس کو قتل کیا اور صلیب دیگئی کبھی یہ ملتا ہے کہ ان کے خاص الخاص کسی حواری اور ساتھی ہی نے یہ رغبت دکھائی کہ اسی پر آپ کی شبیہہ ڈال دی جائے تاکہ وہی ان کی جگہ قتل ہوجائے۔

بہرحال کچھ بھی ہو غیر پر شبیہہ کے ڈالے جانے کی بات میں کئی مشکلیں درپیش آتی ہیں:

پہلی مشکل:۔ تو یہ ہے کہ اگر یہ جائز مانا جائے کہ ایک شخص کی صورت اور شباہت دوسرے پر ڈالی جاسکتی ہے تو سفسطہ لازم آتا ہے کیونکہ جب میں اپنے بیٹے کو دیکھوں گا اور پھر دوسری بار اسے دیکھوں گا تب اس وقت میں یہ کہنا جائز کرتا ہوں کہ جس کو میں دوبارہ دیکھ رہا ہوں وہ میرا بیٹا نہیں ہے بلکہ وہ کوئی اور آدمی ہے جس پر اس کی شبیہہ ڈالی گئی

ہے اور اس وقت تو پھر عام محسوسات پر سے بھروسہ اُٹھ جائے گا۔

یہ بھی کہ صحابۂ کرام جنھوں نے محمد کو امر و نہی کرتے ہوئے دیکھا ہے اگر کسی کی صورت کسی اور پر ڈالا جانا مانا جائے تو اسکے احتمال کی بنیاد پر ان کے لئے بھی یہ واجب ہوتا ہے کہ انھوں نے نہیں پہچانا کہ وہ محمد ہیں۔ اور یہ کیفیت تو ساری شریعتوں کے سقوط کا باعث بن جائے گی۔

نیز اخبار متواترہ میں امر کا مدار بھی پھر امشکوک ٹھہرتا ہے) مخبر اوّل نے محسوس کرکے ایک خبر دی' اب اگر دیکھی چیزوں (مبصرات) میں غلطی کے وقوع کو جائز قرار دیا جائے تو خبر متواتر کا سقوط تو اور بھی اولیٰ مانا جائے گا۔ چنانچہ اس طرح سے آغاز تو دروازہ سفسطہ سے کھلے گا اور انجام اس کا نبوات کا جھٹلانا ہوگا۔

دوسری مشکل۔ یہ ہے کہ اللہ نے فرشتہ جبرئیل کو حکم دیا کہ وہ ان کے (عیسیٰ) ساتھ عام حالات و احوال میں معیت کریں کیونکہ اذ ایدتك بروح القدس کے تحت مفسروں نے یہی لکھا ہے۔ پھر یہ بھی کہ جبرئیل کے بازوؤں میں سے ایک ہی بازو ساری دنیا و بشریت کیلئے کافی ہے تو جب یہودی لوگ اُن کے پیچھے پڑے تھے۔ اس وقت وہ کیسے منع کرنے پر کافی نہ ہوا۔ یہ بھی کہ جب وہ (مسیح) مردوں کو زندہ کرنے پر قادر تھے اور کوڑھیوں اور جنم کے اندھوں پر ان کو قدرت حاصل

تھی تو ان یہودیوں کے مار ڈالنے پر کیسے قادر نہ تھے جو آپ
کے ساتھ شرارت و بدی کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ کیسے قادر
نہ تھے۔ ان کو بیمار ڈالنے پر، انھیں مفلوج کرنے پر، مشلول کرنے
پر اسکے برخلاف جب لوگ ان کے ساتھ زبردستی کرتے ہیں
تو وہ خود کو بالکل بے بس پاتے ہیں۔

تیسری مشکل۔ اللہ دشمنوں سے ان کو بچانے اور گلو خلاصی دینے کیلئے
انھیں آسمان کی طرف جب اٹھا لینے پر قادر تھا تو القار شبیہہ
کو غیر پر ڈالنے میں کیا فائدہ ہوا سوائے اسکے کہ کسی اور
غریب کا قتل ہو جائے جب کہ اس سے کوئی فائدہ نہ تھا۔

۴۔ پہلے تو ان کی شبیہہ کسی اور پر ڈالی گئی اسکے بعد مسیح کا آسمانی
رفع ہوا تو ایسی حالت میں قوم نے یہی اعتقاد کیا کہ عیسیٰ
ہی تھے جبکہ حقیقت میں وہ عیسیٰ نہیں تھے۔ اس طرح تو انہیں
جہل اور تلبیس میں ڈالنا ہوا اور یہ اللہ کی شان و حکمت
کے خلاف بات ہوئی۔

۵ نصاریٰ جو کہ مشارق و مغارب یعنی دنیا کے کونے کونے
میں بکثرت پھیلے ہیں، وہ مسیح سے بےحد محبت و عقیدت
رکھتے ہیں اور ان کے بارے میں کبھی کبھی تو غلو تک پہنچ
جاتے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ ان کو صلیب پر
مارا گیا۔ حالانکہ ایسا ماننا ان کے لئے شرم کی بات ہے
نہ کہ فخر کی۔ اگر ہم ان کی گواہی کا انکار کر دیں تو ہم تواتر کی
دھجیاں اڑانے والے ہوں گے اور تواتر میں طعن کرنا محمد

کی نبوت میں طعن بن جائے گا اور نبوت عیسیٰ میں بھی حتیٰ کہ ان دونو
کے اور سارے انبیاء کے وجود میں بھی اور یہ سب باطل باتیں ہیں۔

۶ تواتر سے یہ ثابت ہے کہ مصلوب شخص بہت دنوں تک زندہ
رہا۔ اگر وہ عیسیٰ نہیں تھے بلکہ کوئی اور تھا تو ضرور ڈر کا اظہار
کرتا اور ضرور کہتا کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں بلکہ کوئی اور ہوں۔
اور اس طرح کی باتوں سے زمین و آسمان کے قلابے
ملا دیتا۔ اور اگر وہ اس طرح کرتا تو یہ بات بھی خلق خدا کے
سامنے مشہور ہو جاتی لیکن چونکہ اس طرح کی کوئی بات
ملتی نہیں تو معلوم ہوا کہ بات وہ نہیں ہے جو تم کہتے ہو۔
(تفسیر کبیر ۷/ ۸۰-۸۱)

اگرچہ قرآن کا مفسر اپنے بیان سے مسیح کو صلیب پر چڑھائے جانے کا انکار کرتا ہے لیکن
قرآن ان کے آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل ان کی موت کی نفی نہیں کرتا۔ اگر ہم قرآن میں جھانکتے
ہیں مسیح کے آخر دنوں کے بارے میں تو ہمیں تین نصوص ایسی ملتی ہیں جو ان کی موت پر زور دیتی
ہیں کلمہ وفات یا موت کا استعمال اور دو نصوص ان کی موت کو قتل کی شکل میں ہونے پر زور
دیتی ہیں:

۱ وَالسَّلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم
ابعث حیا ۔ (مریم ۳۳)

دیکھیے اس نص میں صریح طور پر اعتراف ملتا ہے کہ مسیح نے جسم اختیار کیا۔ مر گیا۔ اور جی
اٹھا۔ اور یہ بات بطور معجزہ اور بشکل نبوت واقع ہوئی۔ اور یہ نص انجیل سے لفظی و معنوی دونوں
طور پر موافق ہے۔

۲ واذ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك

انی و مطهرك من الذین کفروا و جاعل
الذین اتبعوك فوق الذین کفروا
الی یوم القیامة" (آلِ عمران ۵۵)

۳ واذ قال الله یعیسی ابن مریم أانت قلت
للناس اتخذونی وامی الٰهین من دون الله
قال سبحانك ما قلت لهم الا ما امرتنی به
ان اعبدوا الله ربی وربکم۔ فلما توفیتنی
کنت انت الرقیب علیهم" (مائدہ ۱۱۶-۱۱۷)
وانت علی کل شیئ شهید۔

۴ ولقد اتینا موسی الکتاب و قفینا من بعدہ
بالرسل وآتینا عیسی ابن مریم البینات
وایدناہ بروح القدس۔ فلما جاءکم
رسول بما لا تهوی انفسکم استکبرتم
ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون ۵
(سورہ البقرہ ۸۷)

اب دیکھئے لفظ تقتلون یہاں صاف صاف آیا ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا اس کی تفسیر بغیر قتل کے صحیح نہیں ہے جبکہ قرآن نے اس بات کا ذکر کیا نہیں کہ کس طرح وہ قتل واقع ہوا۔ تو اب انجیل شریف ہی اوّل و آخر اصلی مرجع رہ جاتا ہے جو اس موضوع پر رہنمائی کرسکتا ہے۔

۵ قالوا ان الله عهد الینا الا نومن لرسول
حتی یاتینا بقربان تاکله النار ۵ قل

قد جاءکم رسل من قبلی بالبینٰت و
بالذی قلتم فلم قتلتموهم ان کنتم
صٰدقین ۵ (آلِ عمران ۱۸۳)

اب جبکہ ہم نے قرآنی روایات سے اس بات کو تلاش کیا تو ہم کو یہ ملا کہ ایک ہی رسول تھا جو قربانی لایا اور وہ مسیح تھے کیونکہ وہ خود کہتے ہیں :

" قال عیسی ابن مریم اللّٰهم ربنا انزل علینا
مائدہ من السماء تکون لنا عیدا لاوّلنا
وآخرنا وآیة منك وارزقنا وانت
خیر الرازقین ۵ (سورہ مائدہ ۱۱۴)

اب آیئے سورۂ لنساء کی طرف :

" وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبه لهم
(نہ انھوں نے اسے قتل کیا نہ صلیب پر چڑھایا بلکہ انہیں
ایسا لگا کہ انھوں نے یہ کیا)

اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں سوا انجیل کے جو اس پر وضوح کرے۔ اب ہمیں یہ معلوم کرنا ہے کہ یہودی حاکموں کا آخر مقصد کیا تھا قتلِ مسیح کے پیچھے۔ یوحنا مبشر نے انجیل میں اس پر شرح و بسط سے کام لیا ہے۔ لکھتے ہیں :

" پس سردار کاہنوں اور فریسیوں نے صدر عدالت
کے لوگوں کو جمع کرکے کہا ہم کرتے کیا ہیں ؟ یہ آدمی (مسیح)
تو بہت معجزے دکھاتا ہے۔ اگر اسے ہم یوں ہی چھوڑ
دیں تو سب اس پر ایمان لے آئیں گے اور رومی آکر
ہماری جگہ اور قوم دونوں پر قبضہ کرلیں گے اور ان میں سے

کائفا کے نام ایک شخص نے جو اس سال سردار کاہن تھا۔
(یعنی مفتیٔ اعظم) ان سے کہا تم کچھ نہیں جانتے اور نہ سوچتے
ہو کہ تمہارے لئے یہی بہتر ہے کہ ایک آدمی اُمت کیواسطے
مرے نہ کہ ساری قوم ہلاک ہو" (۱۱: ۴۷-۵۰)

بیشک جب اُنھوں نے آپ (مسیح) کو صلیب پر چڑھایا اور آپ اس پر مرے اور قبر میں اُتارے گئے اور در قبر کو پیلاطس (حاکم رومی) کی مہر لگا کر بند کر دیا تھا اور تب وہ بڑی خوشی منا رہے تھے اور یہ سوچ رہے تھے کہ آخر کار ہم لوگ اسکے معجزوں اور تعلیمات سے بچ گئے۔ یہ بھی اُمید کرتے تھے کہ اس (مسیح) کی بے رحمانہ موت ہی اسکے متبعین کو اور آگے کی کسی سرگرمی سے رُوک دی گی اور انہیں پست ہمت بنا دے گی۔ لیکن ہوا کچھ اور اور وہ یہ کہ الٰہی مشیت کی ہوا یہود ارادوں کے سفینے کو جدھر وہ بہنے دینا چاہتے نہ تھے ادھر بہالے گئی۔ کیونکہ آپ (مسیح) کی کفارہ کی موت نے جلد ہی ہزاروں ہزاروں کو ان کی طرف کھینچا اور جو کچھ بطور نبوت کہا گیا تھا وہ سچ ثابت ہوا جیسا کہ یوحنا ۱۲: ۳۲ میں ملتا ہے:

"اور میں اگر زمین سے اونچے پر چڑھایا جاؤں گا تو سب
کو اپنے پاس کھینچوں گا"

اسی طرح یہ بھی ہوا کہ معجزے اور کرامات رسولانِ مسیح کے ذریعہ ظاہر ہوتے رہے بمطابق اس قدرت کے جو مسیح ان کو دیتے رہے۔ اعمال ۱۹: ۱۱، ۱۲ میں لکھا ملتا ہے:

"اور خدا پولوس کے ہاتھوں سے خاص خاص معجزے دکھاتا
تھا۔ یہاں تک کہ رومال اور پٹکے اس کے بدن سے چھوا کر
بیماروں پر ڈالے جاتے تھے اور ان کی بیماریاں جاتی
رہتی تھیں اور بُری رُوحیں ان میں سے نکل جاتی تھیں۔"

اس بنا پر یہودی منکروں اور کافروں کے خلاف قرآن کی آیت کو بطور شہادت ہم لے سکتے ہیں کہ:

"وان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه
مالهم به من علم الا اتباع الظن وما
قتلوه یقینا"

(یعنی اس امر پر جن لوگوں میں اختلاف ہے وہ خود اسکے
بارے میں شک میں مبتلا ہیں، انہیں اس کا کوئی پتہ نہیں
سوا اسکے کہ اپنے ظن و گمان کے پیچھے پڑے ہیں، نہ انھوں
نے بیشک اسے قتل کیا، کیونکہ مسیح تیسرے دن جی اُٹھے
تھے اور چالیس دن تک وہ موقع موقع پر شاگردوں
پر ظاہر ہوتے رہے تھے پھر آسمان کی طرف صعود کر گئے
اور خدا کی دہنے طرف جا بیٹھے۔ یہ قرآن کے قول "انی
متوفیك ورافعك الی" کے عین مطابق ہے۔

مسیح کی صلیب کے بارے میں ہمارے ثبوت

گو کہ ان ثبوتوں کی بیحد کثرت ہے اور یہ چھوٹا سا مضمون اس کی تفصیل کا متحمل نہیں ہو سکتا اسلئے چند ثبوتوں پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

اوّل نبوّتیں۔ نبوّتیں ہیں جو کتاب مقدس (بائبل) میں ملتی ہیں اور جو اشارے بھی کرتی ہیں مسیح کی فدائی موت صلیب کی طرف حتیٰ کہ وہ لفظ بہ لفظ صحیح ثابت ہو چکی ہیں۔

۱۔ نبوّت۔ مسیح کو تیس چاندی کے سکوں کے عوض بیچا جانا۔ (زکریا ۱۱: ۱۲)

ان سے کہا کہ:

"اگر تمہاری نظر میں ٹھیک ہو تو مزدوری مجھے دو۔ نہیں تو مت دو اور انھوں نے میری اُجرت کے لئے تیس روپے تول دیئے۔"

نبوّت پوری ہوئی۔ (متی ۲۶: ۱۶)

اسوقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ اگر میں اسے (مسیح کو)

تمہارے حوالے کرا دوں تو مجھے کیا دو گے؟ انھوں نے اسے تیس ۳۰ روپئے تول کر دیئے۔"

کمہار کا کھیت خریدا گیا

۲۔ نبوّت۔ زکریا ۱۱: ۱۲-۱۳۔ تب خداوند نے مجھے حکم دیا کہ اسے کمہار کے سامنے پھینک دے یعنی اس بڑی قیمت کو جو انھوں نے میرے لئے ٹھہرائی اور میں نے تیس ۳۰ روپئے لیکر خداوند کے گھر میں کمہار کے سامنے پھینک دیئے۔

نبوّت پوری ہوئی۔ متی ۲۷: ۳-۸۔

"جب (مسیح) کو پکڑوانے والے یہوداہ نے یہ دیکھا کہ وہ مجرم ٹھہرایا گیا تو پچھتایا اور وہ تیس روپئے سردار کاہنوں اور بزرگوں کے پاس واپس لا کر کہا۔ میں نے گناہ کیا کہ بے قصور کو قتل کے لئے پکڑوایا۔ انھوں نے کہا ہمیں کیا؟ تو جان اور تیرا کام جانے اور وہ روپیوں کو مقدس میں پھینک کر چلا گیا اور جا کر اپنے آپ کو پھانسی دی، سردار کاہنوں نے روپئے لے لئے اور کہا ان کو ہیکل (سلیمانی) کے خزانہ میں ڈالنا روا نہیں، کیونکہ یہ خون بہا یعنی خون کی قیمت ہے۔ پھر انھوں نے نے مشورہ کرکے ان روپیوں سے کمہار کا کھیت پر دیسیوں

کے دفن کرنے کے لئے خریدا ۔"

۲۔ نبوّت :

اس کا مذاق اڑایا جائیگا اور اس کو صلیب پر چڑھایا جائیگا۔ دیکھئے زبور ۲۲ : ۱۶-۱۸

"کیونکہ کتّوں نے مجھے گھیر لیا ہے، بدکاروں کی گروہ مجھے گھیرے ہوئے ہے وہ میرے ہاتھ اور میرے پاؤں چھیدتے ہیں۔ میں اپنی سب ہڈیاں گن سکتا ہوں۔ وہ مجھے تاکتے اور گھورتے ہیں۔ وہ میری پوشاک آپس میں بانٹتے ہیں اور میری پوشاک پر قرعہ ڈالتے ہیں۔"

نبوّت پوری ہوئی ۔ مرقس ۱۵ : ۱۶-۲۰ میں یوں مرقوم ہے :

"اور سپاہی اس (مسیح) کو اس صحن میں لے گئے جو پریٹورین کہلاتا ہے اور ساری پلٹن بُلا لائے اور انھوں نے اسے ارغوانی چوغہ پہنایا اور کانٹوں کا تاج بنا کر اسکے سر پر رکھا اور اسے سلام کرنے لگے کہ اے یہودیوں کے بادشاہ آداب! اور وہ اسکے سر پر سرکنڈا مارتے اور اس پر تھوکتے اور گھٹنے ٹیک ٹیک کر اسے سجدہ کرتے رہے اور جب اسے (مسیح) کو ٹھٹھوں میں اُڑا چکے تو اس پر سے ارغوانی چوغہ اُتار کر اسی کے کپڑے اسے پہنائے پھر اُسے صلیب دینے کو باہر لے گئے۔"

۴۔ نبوّت و پیشینگوئی زخمی کیا اور پیٹا جانا۔ یسعیاہ ۵۳ : ۵۔

"حالانکہ وہ ہماری خطاؤں کے سبب سے گھائل ہوا اور ہماری بدکرداری کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اس پر سیاست ہوئی تاکہ اسکے مار کھانے سے ہم شفا پائیں۔"

"ہل واہوں نے میری پیٹھ پر ہل چلائے اور لمبی لمبی ریگھاریاں بنائیں۔" (زبور ۱۲۹ : ۳)

نبوّت پوری ہوئی (لوقا ۲۲ : ۶۳-۶۵)

"اور جو آدمی یسوع کو پکڑے ہوئے تھے اس کو ٹھٹھوں میں اُڑاتے اور مارتے تھے۔ اور اس کی آنکھیں بند کرکے اس سے پوچھتے تھے کہ نبوّت سے بتا تجھے کس نے مارا؟ اور اُنھوں نے طعنہ سے اور بھی بہت سی باتیں اسکے خلاف کہیں۔"

"مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی (مسیح) کی پسلی چھیدی اور اسی لمحہ اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔"

(یوحنا ۱۹ : ۳۴)

۵۔ نبوّت ۔ وہ خاموشی سے سب کچھ دکھ سہیگا۔ (یسعیاہ ۵۳ : ۷)

"وہ ستایا گیا تو بھی اس نے برداشت کی اور منہ نہ کھولا۔

"جس طرح برّہ جسے ذبح کرنے کو لے جاتے ہیں اور جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہے اسیطرح وہ خاموش رہا اور منہ نہ کھولا۔"

پُورا ہونا۔ ۱ پطرس ۲: ۲۳، ۲۴۔

"نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو سچّے انصاف کرنیوالے کے سپُرد کرتا تھا۔ وہ آپ ہمارے گنُاہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گنُاہوں کے اعتبار سے مرکر راستبازی کے اعتبار سے جیئں۔ اسیکے مار کھانے اور زخموں سے تم نے شفا پائی۔"

۶۔ نبوّت ۔ اسکے منُھ پر تھوکا گیا۔

"میں نے اپنی پیٹھ پیٹنے والوں کے اور اپنی داڑھی نوچنے والوں کے حوالے کی۔ میں نے اپنا منُھ رسُوائی اور تھُوک سے نہیں چھُپایا یا بچایا۔" (یسعیاہ ۵: ۶)

پُورا ہونا ۔ مرقس ۱۵ - ۱۹۔

"وہ اسکے سر پر سرکنڈا مارتے اور اس پر تھُوکتے اور گھُٹنے ٹیک ٹیک کر اسے سجدہ کرتے رہے۔" نیز (متی ۲۶: ۲۷)

۷۔ نبوّت ۔ ٹھٹھّا۔ زبُور ۲۲: ۶، ۷۔

"پر میں تو کیڑا ہوں انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔ وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں، میرا مضحکہ اڑاتے ہیں، وہ منُھ چڑاتے ہیں۔ وہ سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں اپنے کو خُداوند کے سپرد کردے، وہی اُسے چھڑائے گا۔"

اتمام ۔ متی ۲۷: ۳۹-۴۲۔

"اور راہ چلنے والے سر ہلا ہلا کر اس کو طعن کرتے اور کہتے تھے .... اسیطرح سردار کاہن بھی فقیہوں اور بزرگوں کے ساتھ مِل کر ٹھٹھے سے کہتے تھے اس نے اوروں کو بچایا اپنے تئیں نہیں بچا سکتا۔ یہ تو اسرائیل کا بادشاہ ہے اب صلیب سے اُتر کر آئے تو ہم اس پر ایمان لائیں۔"

۸۔ نبوّت آپ کا تعجب کہ (باپ خدا) نے آپکو چھوڑ دیا ہے ۔ (زبُور ۲۲-۱)

"اے میرے خدا۔ اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ تو میری مدد اور میرے نالہ و فریاد سے کیوں دُور رہتا ہے؟"

اتمام ۔ متی ۲۷- ۴۶۔

ایلی ایلی لما سبقتنی۔ (یعنی اے میرے خدا اے میرے خدا، تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا)

۹ نبوّت - سرکہ پلینا۔ زبُور ۶۹: ۲۱

"میری پیاس بجھانے کو اُنھوں نے سرکہ پلایا۔"

اتمام - یوُحنّا ۱۹: ۲۸

"اسکے بعد جب یسوؔع نے جان لیا کہ اب سب باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پُورا ہو تو کہا کہ میں پیاسا ہوں وہاں سرکہ سے بھرا ہوا ایک برتن رکھّا تھا۔ پس اُنھوں نے سرکہ میں بھگوئے ہوئے سپنج کو زوفے کی شاخ پر رکھ کر اسکے مُنھ میں لگایا۔"

سپاہیوں نے آپکے کپڑوں پر قُرعہ ڈالا

"وہ میرے کپڑے آپس میں بانٹتے ہیں اور میری پوشاک پر قرعہ ڈالتے ہیں۔" (زبُور ۲۲: ۱۸)

اتمام - یوُحنّا ۱۹: ۲۳

"جب سپاہی یسوؔع کو مصلوب کر چکے تو اسکے کپڑے لے کر چار حصّے کئے اور ہر سپاہی کے لئے ایک حصّہ۔ اور اس کا کُرتہ بھی لیا۔ یہ کُرتہ بِن سِلا سراسر بنا ہوا تھا۔ اسلئے انھوں نے

آپس میں کہا کہ اسے پھاڑیں نہیں، بلکہ اس پر قرعہ ڈالیں تاکہ معلوم ہو کہ کس کا نکلتا ہے۔

۱۱- اس کی ہڈّی نہ توڑی جائے گی- (زبور ۳۴: ۲۰)

"وہ اس کی سب ہڈّیوں کو محفُوظ رکھتا ہے ان میں سے ایک بھی توڑی نہیں جاتی۔"

اتمام - یوحنا ۱۹: ۳۲، ۳۳-

"پس سب سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے شخص کی ٹانگیں توڑیں جو اسکے ساتھ مصلوب ہوئے تھے لیکن جب انھوں نے یسوؔع کے پاس آکر دیکھا کہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔"

۱۲- نبوّت - بھالے سے پسلی کا چھیدا جانا۔

"اور وہ اس پر جس کو اُنھوں نے چھیدا ہے نظر کریں گے اور اسکے لئے ماتم کریں گے۔" (زکریاؔہ ۱۲: ۱۰)

اتمام - یوُحنّا ۱۹: ۳۴

"مگر ان میں سے ایک سپاہی نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور اس سے خون اور پانی بہہ نکلا۔"

۱۲ - نبوّت - آپکا بدکاروں کے ساتھ مرنا لیکن موت کیوقت سرفرازی پانا - یسع ۵۳ : ۹ -

"اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھہرائی گئی اور وہ اپنی موت میں دولت مندوں کے ساتھ ہوا -"

اتمام نبوّت - متی ۲۷ : ۵۷ - ۶۰ -

"جب شام ہوئی تو یوسف نام ارمتیاہ کا ایک دولتمند آدمی آیا جو خود بھی یسوع کا شاگرد تھا ، اس نے پیلاطس کے پاس جاکر یسوع کی لاش مانگی - اس پر پیلاطس نے دے دینے کا حکم دیا - اور یوسف نے لاش کو لے کر صاف مہین چادر سے لپیٹا اور اپنی نئی قبر میں جو اس نے چٹان میں کھدوائی تھی رکھا پھر وہ ایک بڑا پتھر قبر پر لڑھکا کر چلا گیا -"

۲

خود مسیح کے فرمودات ودعاوی

موقع موقع سے مسیح نے اپنے شاگردوں (حواری) پر یہ بات کئی بار واضح کردی تھی کہ ان کا منجیانہ کام صلیبی موت کو مستلزم ہوگا - ایسے مواقع میں سے وہ موقع اہم ترین تھا جب کہ آپ نے اپنا آخری والوداعی خطبہ دیا تھا - اسی رات کو جب کہ آپ کو پکڑوا دیا تھا آپ نے خوشخبری (انجیل) کے عجائب واضح کئے تھے .... آیئے ہم چند ایسے انجیلی مقامات پر غور کریں -

"متی ۱۶ : ۲۱ ، اس وقت سے یسوع اپنے شاگردوں پر ظاہر کرنے لگا کہ اسے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں ، اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جائے اور تیسرے دن جی اٹھے -"

"متی ۱۶: ۲۲ ، اور جب وہ گلیل میں ٹھہرے ہوئے تھے یسوع نے ان سے کہا ابن آدم آدمیوں کے حوالے کیا جائیگا اور وہ اسے قتل کرینگے ، اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا " اس پر وہ بہت غمگین ہوئے -!

"متی ۲۶ : ۱ ، اور جب یسوع یہ سب باتیں ختم کرچکا تو ایسا ہوا کہ اس نے اپنے شاگردوں سے کہا تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد عید فسح ہوگی اور ابن آدم مصلوب ہونے کو پکڑوایا جائے گا -"

"مرقس ۸ : ۳۱ ، پھر وہ ان کو تعلیم دینے لگا کہ ضرور ہے کہ ابنِ آدم بہت دُکھ اٹھائے اور بزرگ اور سردار کاہن اور فقیہہ اسے رَد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تین دن کے بعد جی اُٹھے" اور اس نے یہ بات صاف صاف کہی۔

"مرقس ۹ : ۳۱ ، وہ اپنے شاگردوں کو تعلیم دیتا اور ان سے کہتا تھا کہ ابنِ آدم (مسیح) آدمیوں کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اسے قتل کرینگے اور وہ قتل ہونے کے تین دن بعد جی اٹھے گا۔"

"مرقس ۱۰ : ۳۲ .... اور وہ یروشلیم کو جاتے ہوئے جب کہ راستہ ہی میں تھے اور یسوع ان کے آگے جا رہا تھا۔ وہ حیران ہونے لگے اور جو پیچھے پیچھے چلتے تھے ڈرنے لگے پس وہ پھر ان بارہ[12] کو ساتھ لیکر ان کو وہ باتیں بتانے لگے جو اس پر آنے والی تھیں کہ دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں اور ابنِ آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالہ کر دیا جائے گا اور وہ اسکے قتل کا حکم دینگے اور اُسے غیر قوموں کے حوالے کرینگے اور وہ ٹھٹھوں میں اُڑائیں گے اور اس پر تھوکیں گے اور اُسے کوڑے مارینگے اور قتل کرینگے اور تین دن کے بعد وہ جی اُٹھیگا۔"

"لوقا : ۲۲ اور کہا ضرور ہے کہ ابنِ آدم بہت دُکھ اٹھائے اور بزرگ اور سردار کاہن اور فقیہہ اسے رَد کریں اور وہ قتل کیا جائے اور تیسرے دن جی اُٹھے گا۔"

یوحنا ۳ : ۱۴ ، اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اونچے پر چڑھایا — اسیطرح ضرور ہے کہ ابنِ آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تا کہ جو کوئی ایمان لائے اُس میں ہمیشہ کی زندگی پائے۔"

۳

رسولانِ مسیح کی گواہی

رسولانِ مسیح کے اعمال و کارگذاری اور ان کے خطوط کو جو پڑھے وہ دیکھیگا کہ وہ عقیدہ و تعلیم جسے اُنھوں نے ساری دنیا میں پھیلانے کی جدوجہد کی تھی وہ دُنیا کی خطا کے سبب مسیح مصلوب کا اعلان تھا۔ آگے کو ہم انکے اقوال کی کچھ جھلکیاں دیکھیں جنھیں بعد منادی و بشارت رُوح القدس کی تحریک کے زیرِ اثر ہماری تعلیم کی خاطر وہ لکھ بھی گئے ہیں :

اعمال الرسل ۲ : ۲۲-۲۳ ، پطرس نے یہودیوں سے کہا :

"یسوع ناصری خدا کے مقررہ انتظام اور علمِ سابق کے موافق پکڑوایا گیا تو تم نے بے شرع (رُومی) لوگوں کے ہاتھوں سے اسے مصلوب کروا کر مار ڈالا ...."

ا کرنتھیوں ۲ : ۶-۸ ، پولس نے کہا

"ہم حکمت کی باتیں کہتے ہیں لیکن اس جہان کی نہیں ... بلکہ خدا کی وہ پوشیدہ حکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خدا نے جہان کے شروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی جسے اس جہان کے سرداروں میں سے کسی نے نہ سمجھا کیونکہ اگر سمجھتے تو جلال کے خداوند کو مصلوب نہ کرتے۔"

ا یوحنا ۱ : ۷ ، یوحنا رسولِ مسیح نے کہا :

"اگر ہم نُور میں چلیں جس طرح کہ وہ نور میں ہے تو ہماری

آپس میں شراکت ہے اور اسکے بیٹے یسوع کا خون ہمیں
تمام گناہ سے پاک کرتا ہے۔"

بصیرت کے لئے اعمال ۲: ۳۶ رومیوں ۶: ۵-۶ و ا کرنتھیوں ۱: ۱۷- ۱۸، ۲۲، ۲۴
۲: ۱-۲ و ۲ کرنتھیوں ۱۱: ۳-۴، گلتیوں ۳: ۱۳ و فلپیوں ۲: ۵ و عبرانیوں ۱۲: ۲ -
بھی پڑھیئے

(۴)

موت مسیح سے متعلق عجائب و نشانیاں

متی فرماتے ہیں (۲۷: ۵۰-۵۴) کہ:

"جب مسیح نے جان دیدی تو مقدس کا پردہ اوپر سے نیچے
تک پھٹ کر دو ٹکڑے ہوگیا اور زمین لرزی اور چٹانیں تڑک
گئیں اور قبریں کھل گئیں ......"

اس حقیقت نے اپنا اثر عالم طبعی پر بھی اور نفوس بشری پر بھی ڈالا کہ عناصر و نفوس میں ہیجان برپا ہوگیا۔ حتیٰ کہ بت پرست رومی صوبہ دار جو مسیح کو ختم کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا۔ اور اس کے تمام ساتھی لرز گئے اور مصلوب شخص پر ایمان یہ کہہ کر لائے۔

"بیشک یہ خدا کا بیٹا ہے"

فطرت کے مظاہر میں اس سے پہلے اور نہ اسکے بعد کسی آدمی کی موت پر اس طرح کا مظاہرہ کبھی واقع نہیں ہوا۔!

(۵)

مسیح کا جی اُٹھنا

یسوع مسیح کی بعثت و قیامت، یعنی جی اُٹھنے والا واقعہ فریسیوں فقیہوں سے مسیح کے اس دعوی کے اتمام کے طور پر ہے کہ:

"اس مقدس کو ڈھادو۔ تو تین دن میں، میں اسے
اُٹھادوں گا۔ (متی ۲۸: ۱-۱۰)

یہ حادثہ بعثتِ مسیح انجیل میں وحی کے ذریعے لکھا گیا ہے جس کا کوئی بھی مصدق کلمۃ اللہ انکار نہیں کریگا۔ اور جو اس کا انکار کرنیکی جرأت کرے تو گویا کہ اس نے اللہ فرشتے، اور یسوع سب لوگوں کو دھوکا دینے والا مان لیا۔

۶ تاریخی ثبوت

مسیح کی صلیب پر موت کی شہادت یہودی اور بت پرست دونوں طرح کے مورخوں نے دی اور صاف صاف لکھا ہے:

مثلاً ایک بت پرست مورخ تاسیتوس (TACITUS) نے ۵۵ء میں یعنی موت کے صرف چند سالوں کے بعد ہی لکھا اپنی صحیح تاریخ میں کافی بسط کے ساتھ کہ مسیح نے دکھ بھی اٹھایا تھا اور صلیب کی موت بھی مرا تھا۔

یوسیفس یہودی مورخ نے (جو کہ حادثہ صلیب کے چند سال بعد ہی پیدا ہوا تھا) اپنی بیس[۲۰] جلدوں پر مشتمل یہودیوں کی تاریخ میں بالتفصیل مسیح پیلاطس کے حکم سے صلیب دیئے جانے

کے واقعات لکھے ہیں۔

(LUCIEN) لوسیئن یونانی مورخ (سنہ ۱۰ء) نے مسیح کی موت اور ان کے ماننے والوں کے بارے میں لکھا ہے یہ مورخ عقیدہ کے لحاظ سے اپنی کوری تھا۔ وہ مسیحیوں کے عقیدہ وایمان کو نہ سمجھ سکا۔ نہ یہ کہ مسیح کے لئے کس طرح مسیحی جان پر کھیل رہے ہیں۔ اس نے مسیحیوں کے اس عقیدہ کا مذاق اڑایا کہ رُوح کو بقا ہے۔ اور یہ لوگ فردوس کے خواہاں ہیں۔ وہ انہیں فریب کھائے لوگوں میں شمار کرتا ہے جو بعد الموت اور آخرت کی باتوں کو موجودہ دنیا سے لطف اندوزی پر ترجیح دیتے ہیں اور ایسی مابعد الطبیعاتی باتوں سے لپٹے ہوئے ہیں۔ اس کا یہ جملہ قابلِ غور ہے کہ مسیحی اس بڑے اور عظیم شخص کی عقیدت میں سرشار ہیں جو فلسطین میں صلیب پر کھینچا گیا تھا کیوں کہ اس نے ایک نیا مذہب دنیا میں ایجاد کیا تھا۔

(۷)

پیلاطس رُومی حاکم کی گواہی

پیلاطس ظالم حاکم نے قیصرِ رُوم کے پاس مسیح کو صلیب دئیے جانے ان کی تجہیز و تکفین اور قبر میں رکھے جانے اور پھر ان کے زندہ ہو جانے کی پُوری رپورٹ بھیجی تھی جو کہ رُومی ریکارڈ میں موجود ملتی تھی اور یہ وہی ماخذ ہے جس کو بنیاد بنا کر طرطولین نے مسیحیوں کی طرف سے دفاعی معذرت نامہ لکھا ہے۔

صلیب کا شعار و نشان

اس سلسلے میں صلیب ایک ایسی مادّی گواہی ہے جس کا انکار تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ ہر

مذہب میں کوئی نہ کوئی شعار و نشان ہوا کرتا ہے جیسے یہودیوں کے ہاں ایک شش پہل ستارہ اور مسلمانوں کے ہاں ہلال ہے۔

صلیب کا نشان و شعارہ تو آغاز مسیحیت سے مروّج و معرُوف ہے قرونِ اولیٰ کے مسیحی صلیب کا نشان اپنے مردوں کی قبروں کے الواح پر کھُدا کرتے تھے اور ان سراؤں یا تہہ خانوں میں جہاں مسیحی چھپ کر ملا کرتے تھے۔ ایذا رسانی کے زمانے میں وہاں بھی مچھلی یا صلیب کا نشان بناتے تھے تاکہ مومن کو معلوم ہو جائے کہ یہ ایک مومن کا گھر ہے۔

(۹)

نویں شہادت — تسلسل اور تواتر کی شہادت

پہلی بات تو عشاءِ ربّانی کی رسم ہے جو کہ صلیب پر مسیح کی موت کی یادگاری کو قائم رکھنے کے لئے مسلسل منائی جاتی رہی ہے اور یہ ایک زندہ شہادت ہے کہ مسیح مصلوب ہو کر مرے تھے۔ یہ وہ فریضہ ہے جسے خود مسیح نے اس رات مقرر فرمایا تھا جس رات وہ پکڑوائے جانے والے تھے اور جسے خود آپ نے اپنے شاگردوں اور حواریوں کو مناتے رہنے کا حکم دیا تھا اور جو ایک مسلسل یادگار ہے ان کی منجیانہ موت پر اور جو ایک اکاٹ دلیل ہے۔ رسولانِ اطہار نے اس حکم کی سختی سے پابندی کی ہے اور کلیسا یعنی مسیحی اُمّت کے سپرد شروع سے کر دیا ہے پولوس نے لکھا ہے:

"یہ بات مجھے خداوند سے پہنچی اور میں نے تم کو پہنچا دی
کہ خداوند یسوع نے جس رات وہ پکڑوایا گیا۔ روٹی لی
اور شکر کر کے توڑی اور کہا یہ میرا بدن ہے جو تمہارے

لئے ہے میری یادگاری کے واسطے یہی کرو۔ اسیطرح اس نے کھانے کے بعد پیالہ بھی لیا اور کہا یہ پیالہ میرے خون میں نیا عہد ہے جب کبھی پیو — میری یادگاری کے لئے یہی کیا کرو۔ کیونکہ جب کبھی تم یہ روٹی کھاتے اور اس پیالہ میں سے پیتے ہو تو خداوند کی موت کا اظہار کرتے ہو جب تک وہ دوبارہ نہ آئے۔"

(۱۰)

یہوُدی طالمود کی شہادت

یہوُدیوں کے یہاں تلمود (طالمود) مقدس کتب میں —— ہوتی ہیں جو بڑی بڑی پر مشتمل ہیں اور جنھیں کوئی بھی دلچسپی رکھنے والا دیکھ سکتا ہے۔ امسٹرڈم شہر[۳] مطبوعہ تلمود کے صفحہ ۴۲ پر یوں لکھا ملتا ہے:

"یسوع کو فسح سے ایکدن قبل صلیب پر کھینچ دیا گیا تھا، چالیس[۴] دن تک یسوع کو اس بات پر متنبہ کیا گیا تھا کہ اسے قتل کر دیا جانا ہے کیونکہ وہ جادوگر تھا اور اسرائیل کو گمراہ کرتا اور دھوکہ دیتا رہا تھا۔ اس بات کی بھی پیشکش کی گئی تھی کہ اگر کوئی اس کی طرف سے دفاع کے لئے آئے تو آسکتا ہے اور جب کوئی بھی نہ

آیا تو یسوع کو فسح کی شام میں مصلوب کر دیا گیا۔ کسی میں کیا مجال تھی جو اس کی طرف سے صفائی کرتا اور دفاع کرتا؟ کیا وہ فسادی نہیں تھا؟ یہ انبیاء کے نوشتوں میں لکھا تھا (استثنا ۱۳: ۸ ۱) تو اس جیسے شخص کے (عبادت غیر اللہ پر) ساتھ رضامند نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا تو اس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اس کی رعایت کرنا اور نہ اسے چھپانا بلکہ تو اسے قتل کرنا، اس لئے اسے مصلوب کیا گیا۔"

یہ ہمارم۔ مسیح کو کیوں صلیب دی گئی

یہ ایک ایسا سوال ہے جسے بار بار سُنا جاتا ہے، خصوصاً آج کل کے دنوں میں اس کا جواب عقیدہ نامہ میں صاف دیا گیا ہے کہ:

"ہم انسانوں کی خاطر اور ہماری خلاصی کے لئے وہ آسمان سے زمین پر اترا اور روُح القدس سے مجسّم ہوا۔ کنواری مریم سے پیدا ہوا اور انسان بنا اور ہماری خاطر پنطس پیلاطس کی حکومت میں دُکھ اٹھا کر صلیب پر کھینچا گیا، مر گیا۔ دفن ہوا، تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھا۔ اور آسمان پر چڑھ گیا ......"

ذیل میں بھی کچھ ایسے ثبوت دے رہے ہیں جن سے صلیب پر مسیح کی منجیا نہ موت لازمی بن جاتی ہے ۔

۱۔ ضرورت نجات

"اس میں تو شک نہیں ہے کہ خلاص و نجات کی حاجت ہر انسان کو ہے کیونکہ گناہ کی سیادت و آقائی جنس بشری پر ثابت ہے" کیونکہ سب نے گناہ کیا ہے اور اور اللہ کے جلال سے محروم ہیں "

(رومیوں ۳ : ۲۳)

یسعیاہ نبی نے بھی کہا :

"ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا ، پر خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اس پر لادی " (یسعیاہ ۵۳ : ۶)

یوحنا فرماتے ہیں :

"اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں اور ہم میں سچائی نہیں . . . . اگر کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں اور اس کا کلمہ ہم میں نہیں " (۱ یوحنا ۱ : ۸ - ۱۰)

اس میں بھی سب کا یقین ہے کہ ہر انسان میں اس بات کا طبعی اور بدیہی شعور ہے کہ صرف توبہ سے پچھلے گناہ ختم نہیں ہوتے بلکہ اسکے لئے ایک بہت زیادہ پُر اثر ذریعہ معافی کے لئے ہونا چاہیئے اسی وسیلہ کو الکفارہ کہا جاتا ہے ۔ ورنہ آپ ہی بتائیں کہ ہم کس طرح ان قربانیوں کی

توجیہہ کر سکتے ہیں جو قدیم زمانہ سے متواتر چلی آرہی ہے اور اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ کوئی بھی دنیا کا مذہب اس سے خالی نہیں ہے کیا یہ اسلئے نہیں ہے کہ یہ خیال گُناہ گار کے دل میں اس احساس و حاجت کو سیری دیتا ہے کہ اسکے گُناہوں کے لئے کفّارہ ضروری ہے !

۲۔ برہان عقلی

عقل بھی کہتی ہے اور سب ہی یہ مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قدّوس ہے اور انسان خاطی و گناہگار ہے اور گُناہ اسکے علاوہ اور کیا ہے کہ اللہ کے نام کی بے عزّتی ہے اور خود انسان کی تباہی و رسوائی ہے جسے اللہ نے اپنی صورت و شبیہہ پر خلق کیا تھا اور وہی انسان اب اللہ کے قہر و عدل انصاف کے تحت آجاتا ہے ۔ جس سے چھٹکارا مشکل ہے ۔ ہاں چھٹکارا بھی اسیوقت ہو سکتا ہے جب مجرم پر سے حکم عدل کو اُٹھا لیا جائے ۔

چنانچہ توبہ بھی اسکے علاوہ کیا ہے کہ انسان کو اللہ کی عبادت کے دائرہ میں واپس لے آئے اسکے علاوہ توبہ اور کچھ نہیں کر سکتی اور برات مطلوبہ کا دینا اسکے بس کی بات نہیں ۔ کفارہ اسکے ہاتھ میں نہیں کہ گُناہ سابق سے چھڑا دے ۔ عظمت جلال و قدسیت و عدلِ خدا پورا نہیں ہوتا صرف توبہ کر لینے سے بلکہ کفّارہ کی ضرورت پڑتی ہے ۔

۳۔ کفّارہ اقتضاء شریعت کے موافق ہے ۔

الہٰی شریعت یہی ہے کہ : " گُناہ کی سزا موت ھے " اور وہ مجرم و مرتکب سے قصاص کی طالب ہوتی ہے اور اپنے حق اور حکم سے پیچھے نہیں ہٹتی اور وہ قانون و شریعت جو کسی کو بدلہ اور قصاص کے وقت چھوڑ دے وہ صحیح شریعت نہیں ہے ۔ شریعت کی حیثیت ایک قاضی و حاکم کی ہے اور قاضی و جج کے لئے مجرم و گناہگار سے قصاص و بدلہ سے پیچھے ہٹنا زیبا نہیں

دیتا ورنہ اس پر ہنسی اڑائی جائے گی کہ عدل الٰہی کا رکھوالا ہو کر اس کی حفاظت نہ کر سکا۔

مختصر یہ کہ شریعت الٰہیہ بھی خاطی سے قصاص وسزا کی طالب ہوتی ہے یا یوں کہو کہ اس کے گناہ کا کفارہ چاہتی ہے۔ اب اس موقع پر ہماری زبان کثرت احساس تشکر کی وجہ سے گنگ ہو جاتی ہے۔ مسیح نے انسان کی ایسے موقع پر مدد کی اور اس کفارہ کے لئے پیش کش کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وہ شخص جو مسیح کو منجّی کی حیثیت سے قبول کر لیتا ہے۔ اس کے نام میں غفران خطا یا حاصل کرتا ہے۔ انسان کی کیا ہی خوش بختی ہے کہ مسیح کی طرف سے پیش کردہ کفارہ ایسا جامع کفارہ ہے کہ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا۔ مسیح نے اسکے لئے موت قبول نہیں کی۔ یسعیاہ نبی نے کیا خوب کہا تھا:

"اس نے بہتوں کے گناہ اٹھالئے اور خطاکاروں کی شفاعت کی" (۵۳: ۱۲)۔

پولوس نے بھی کہا:

"اور باوجود بیٹا ہونے کے اس نے دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی اور کامل بنکر اپنے فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا" (عبرانیوں ۵: ۱۸)۔

۴۔ کفّارہ، انسان کی اخلاقی ضرورت کے بھی موافق ہے۔

یہ تو سب ہی کو معلوم ہے کہ ہر انسان میں اخلاقی طبیعت رکھی گئی ہے اور ضمیر بھی ہے جو عدل اعلیٰ اور قداست کو بنظر تحسین دیکھتی ہیں۔ اگر وہ اپنے گناہ سے مطمئن نہیں ہے اور اسے کوئی کفارہ بھی نہیں مل رہا ہے تو وہ اپنی روح میں مضطرب اور اپنے اخلاقی شعور میں پریشان ہوتا رہتا ہے۔ یہ بھی امر مسلم ہے کہ انسان اپنے ہبوط وسقوط کے اور اپنے گناہ میں ملوث ہوتے رہنے کے باوجود بھی ایک ضمیر رکھتا ہے اور یہ ضمیر ملوث نہیں ہے یہ وہ اخلاقی قوت ہے جو صحیح وغلط کی اسے تمیز کراتی

رہتی ہے اور فیصلہ کرتی رہتی ہے کہ کیا ثواب کا باعث ہے اور کیا عتاب کا باعث ہے۔

یہاں یہ کہنا بھی صحیح ہوگا کہ یہ قوت وہ ہے جو اللہ کی آواز کی صدائے بازگشت ہے جس کو اللہ نے اس مناسب طریقہ پر متعین کر رکھا ہے کہ جو کچھ کوہ سینا پر احکام الٰہی دئے گئے تھے انہیں قبول کرتی ہے لیکن اس بڑی اہمیت کی حامل ہونے کے باوجود جو بھی انسان کو فیصلہ عدل سے بچا نہیں سکتی۔ وہ انسان کے میلان گناہ پر اثر تو ڈال سکتی ہے لیکن اسے وہ بے خطا سمجھ کر بری نہیں کر سکتی کیونکہ اس کا کام فقط یہ ہے کہ شریعت کو حسن جانے لیکن شریعت بھی بری نہیں کر سکتی۔ ہاں جیسا کہ پولوس نے کہا۔ شریعت مسیح تک پہنچا ضرور سکتی ہے۔ چنانچہ آواز ضمیر، یا یوں کہو کہ احساس گناہ ہمارے واسطے ایک درمیانی کو مدد کے لئے پکارتا ہے جو ہمارے گناہ کی تکفیر کے کام آسکے۔ پھر بھی ان ساری سچائیوں کے بعد بھی لوگ ضمیر کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ذاتی راستبازی اور اعمال پر بھروسہ کرتے ہیں۔ یہ سمجھ کر کہ اعمال حسنہ اللہ کی رحمت کے مقابل ہیں۔ اسلئے تم یہی دیکھو گے کہ ضمیر کے حکم سزا سے چشم پوشی کرتے اور اللہ کی رحمت کی پناہ میں آتے ہیں۔

کفّارہ کے لئے انتظامِ الٰہی

اگر کفارہ لازم نہ ہوتا تو خدا تعالے اس کا انتظام نہ فرماتا۔ مسیح نے بھی فرمایا:

"ابن آدم اسلئے نہیں آیا کہ خدمت کو لے بلکہ اپنی جان کو بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے" (متی ۲۰: ۲۸)۔

کیونکہ خدا نے دنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشدیا تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۱)

پولوس نے لکھا: "لیکن جب وقت پورا ہوگیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت

سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا تاکہ شریعت کے ماتحتوں کو
مول (فدیہ) لیکر چھڑالے اور ہمکو لے پالک ہونیکا درجہ ملے۔ (گلت ۴ : ۴)

یہ صاحب مجد آیت ظاہر کرتی ہے کہ اللہ نے انسان سے محبّت کی، ایسی محبّت جو رحمتوں سے بھرپور ہے اور جو مسیح میں مجسّم ہو جاتی ہے اور جس محبّت کو مسیح نے فدیہ کے ذریعہ ظاہر کیا اور صلیب پر تکمیل تک پہنچا دیا تاکہ سب ہی لوگ جان لیں کہ اللہ تعالیٰ صرف قدّوس و عادل ہی نہیں بلکہ محبّت بھی ہے' بیشک فدیہ گنہگار کے باطنی ضمیر کو اس محبّت کی وجہ سے جھنجھوڑ دیتا ہے اور یہ محبت وہ گانٹھ اور وصل ہے جو اسے صلیب سے باندھ دیتی ہے کہ جس کے بغیر اللہ یہ دکھا نہیں سکتا تھا کہ وہ محبّت بھی ہے۔ اسلیئے مسیح نے فرمایا کہ "اگر میں زمین سے اُٹھایا جاؤں تو سبکو اپنی طرف کھینچ لوں گا۔"

اے عزیز قاری!

ہم ایسے دور میں رہتے ہیں جبکہ ہر طرف سے یہی صدا ملتی ہے کہ دیکھو یہ نیا نظام ہے اس پر عمل کرو یہ ایک نئی اخوت ہے اسے اپناؤ تب ہم اپنا دست تعاون انکی طرف کر دیتے ہیں لیکن ان کی نداو اعلان بلا صلیبِ مسیح بیکار ہے کیونکہ سارے نئے نظام بلا مسیح کے بیکار ہو رہے ہیں' نئی اخوت جھوٹ ثابت ہو رہی ہے اور دست تعاون ایسا بن جاتا ہے جو ہتھیار سنبھالے ہے ہماری پود کی غلطی ویسی ہے جیسی یونانیوں اور یہودیوں کی تھی صلیب کے بارے میں کہ "بیوقوفی ہے' کمزوری ہے' اور بے مطلب ہے' اور رکاوٹ ہے' اور اسی غلط تخمینہ میں وہ لوگ یہ نعرہ لگانا بھول گئے کہ یہ دیکھو خدا کا برّہ جو دنیا کے گناہ اُٹھائے جاتا ہے، اور حکمت کی وہ بات بھول گئے کہ صداقت قوم کو سرفرازی بخشتی ہے' پر گناہ سے اُمتوں کی رسوائی ہے۔

(امثال ۱۴ : ۳۴)

(ختم شد)

(کتبہ، عبدالاحد مسیح)

کتاب

"انجیل و قرآن میں صلیب"

کے کچھ معمّے حل کیجیئے!

عزیز دوست۔ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد احتیاط سے نیچے دیئے ہوئے سوالات کو حل کیجئے۔ اگر آپکے پندرہ جوابات صحیح ہوئے تو ہم آپکے پاس کتابوں کے سلسلہ میں سے ایک کتاب "انجیل و قرآن کا موازنہ" روانہ کر دینگے۔ جب آپ ہماری نو کتابوں کو ختم کرلیں گے تو ہم آپکے پاس "انجیل و قرآن کی واقفیت ان کے خاص اختلافات" کی ایک سند دینگے۔

سوالات:

۱۔ مسیح کی موت کے بارے میں مسلم حضرات دو قسم کے تصور رکھتے ہیں۔ آپ کو ان میں سے کون سا زیادہ قرین قیاس نظر آتا ہے؟

۲۔ مسیح کی زمینی زندگی کے آخری ایّام کے بارے میں مکمل سچّائی کی واقفیت کے لیے قرآن کے علاوہ اور کون سا مآخذ ہے جہاں جستجو کرنے والا رجوع کرتا ہے؟

۳۔ کرنتھیوں کو اپنا پہلا خط لکھتے ہوئے ۱۵ باب کی ایک تا چار آیات میں پولس رسول نے انجیل کا کس طرح اختصار کیا ہے؟

۴۔ جزیرۃ العرب کے مسیحوں میں پھیلی ہوئی بدعتی غلطی کو مختصر طور پر بیان کیجئے؟

۵ - صلیب سے کتراؤ کا خیال اسلام کو کہاں سے ورثہ میں ملا ؟

۶ - تشبیہ کے اس نظریہ پر کہ مسیح صرف مصلوب ہوئے لگ رہے تھے، تبصرہ کیجئے۔

۷ - مسیح کو صلیب دیئے جانے کے تشبّہ کے نظریہ پر جس کا رازی نے اظہار کیا ہے آپ کی کیا رائے ہے ؟

۸ - قرآن کی کوئی آیت بتائیے جو مسیح کی موت و وفات بتاتی ہے؟

۹ - یہودیوں کے بارے میں قرآن میں کہاں لکھا ہے جہاں انھوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "بیشک ہم نے مسیح کو موت کے گھاٹ اُتار دیا تھا"

۱۰ - مسیح کو صلیب دیئے جانے کے بارے میں وہ نبوّت (پیشنگوئی) بتائیے جو اس آیت سے مطابقت بھی رکھتی ہو اور انجیل میں اسکے پُورا ہونے کا ذکر ہو۔

۱۱ - کس پیشنگوئی اور اسکے پُورا ہونے نے آپ کو زیادہ متاثر کیا ہے ؟

۱۲ - اپنی صلیبی موت کے بارے میں جو الہام و مکاشفہ مسیح نے پہلے ہی سے کر دیا تھا آپ اس کے بارے میں کس نتیجہ پر پہنچے ہیں ؟

۱۳ - مسیح کے بارے میں رسُولوں کی گواہیوں اور پیغام کا کیا خاص موضوع ہے ؟

۱۴ - جس وقت مسیح نے اپنی جان صلیب پر دی تو کیا کیا باتیں حقیقت میں واقع ہوئیں؟

۱۵ - کیا آپ مُردوں کے زندہ ہو جانے کا یقین کرتے ہیں ؟ حضرت مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

۱۶ - مسیح کی موت اور ان کے دوبارہ زندہ ہو جانے سے متعلق کوئی تاریخی ثبوت لکھئے۔

۱۷ - جب سے مسیحیّت وجود میں آئی ہے اس کی کیا خاص تعلیم ہے ؟

۱۸ - خداوند کی عشاء کا باطنی و رُوحانی مقصد کیا ہے ؟

۱۹ - یہودی تالمود میں مسیح کو صلیب دیئے جانے اور مرنے کی واقعہ کی طرف کوئی اشارہ ہے ؟

۲۰ - آپ کی رائے میں مسیح کو کیوں صلیب دی گئی ؟

۲۱ - (یُوحنّا ۳ : ۶) والی آیت لکھئے اور اسے زبانی یاد کر لیجئے !

نوٹ

مہربانی کر کے پرچہ کے آخر میں اپنا نام و پتا صاف صاف لکھنا نہ بھُولیئے۔ سوالات کے صرف جوابات ہی پرچہ پر لکھئے کچھ اور نہیں۔ اگر لکھنا ہی چاہیں تو الگ کاغذ پر لکھئے۔ ہم جوابات کے منتظر ہیں۔

THE GOOD WAY · P.O. Box 66
CH - 8486 Rikon / Switzerland

پیارے دوستو!

اگر یہ کتاب آپ نے غور سے پڑھ لی ہے تو دلوں میں کچھ سوالات ضرور پیدا ہوئے ہوں گے۔ کتابِ مقدس کی روشنی میں ہم ان کے جوابات دینے کے لیے تیار ہیں۔

اگر آپ نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد انجیل شریف پر اعتماد حاصل کر لیا ہے اور اس سے بھی کہیں زیادہ کلام خداوندی کو پڑھنے کے خواہاں ہیں تو ہم مُبشر لوقا کی روایت کردہ حقیقی انجیل مسیح آپ کے پاس پڑھنے کے لیے روانہ کرنے کو تیار ہیں یہ انجیل شریف تین زبانوں میں ہے (یعنی عربی اردو اور انگریزی) تینوں زبانیں بالمقابل لکھی ہوئی ہیں تاکہ آپ ان کا موازنہ بھی ساتھ ساتھ کرتے جائیں اور وحی الٰہی کی قوت کے احساس اور دلی اطمینان سے مستفیض ہوتے جائیں۔

ایک مراسلاتی نصاب بھی آپ کے لیے تیار کیا گیا ہے جو کتاب مقدس کے عرفان میں آپ کی ہدایت منظم طور پر کرے گا۔ اپنے خیالات و تاثرات سے ہمیں باخبر کیجئے اور اپنے پتے اور درخواست صاف صاف لفظوں میں لکھئے۔ اپنا پن یا زپ کوڈ لکھنا نہ بھولئے اس طرح ہمیں آپ کی ہی زبان میں زیادہ سے زیادہ کتابیں آپ کو روانہ کرنے میں سہولت ہوگی۔

ہم آپ سے یہ بھی ذکر کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں کہ نہ ہمارے پاس ٹیپ ریکارڈر ہے اور نہ اس سلسلہ میں ہم کوئی مالی امداد ہی کر سکتے ہیں۔ ہم تو پبلشر ہیں اور آپ کی خدمت میں وہی پیش کر سکتے ہیں جو ہم چھاپتے ہیں یا ریکارڈ کرتے ہیں اس میں ہم آپ کو ضرور شریک کرنا چاہتے ہیں۔

زندگی کا نور

مبارک ہیں
صلح
وہ جو کراتے ہیں
کیونکہ
وہ خدا کے
بیٹے کہلائیں گے

متی ۵ : ۹